© rasailojaraid.com

کاروائی اجتماعات جماعت اسلامی

سنہ ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء

از قیم جماعت اسلامی

جنوری ۴۷ء میں اعلان کیا گیا تھا کہ اس سال جماعت اسلامی کا اجتماع عام پٹنہ صوبہ بہار میں منعقد ہوگا، نیز جنوبی اور وسط ہند کے حلقہ وار اجتماعات، اجتماع عام کے بعد متصلاً ہی منعقد کیئے جائیں گے اور صرف شمال مغربی ہند کا حلقہ وار اجتماع اکتوبر تک ملتوی رہے گا۔ پٹنہ کے اجتماع عام کے لیے ۴، ۵، ۶ر اپریل ۴۷ء کی تاریخیں بھی مقرر کر دی گئی تھیں۔ مگر اس کے بعد پنجاب، صوبہ سرحد اور بہار میں فسادات کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کی وجہ سے شمالی ہندوستان کے بیشتر رقبے میں ابتری پھیل گئی، ذرائع آمد و رفت بیشتر منقطع اور بقیہ پرخطر اور غیر محفوظ ہوگئے اور جہاں فساد بالفعل واقع نہ ہوا وہاں کے حالات بھی پرسکون و پر امن نہ رہے۔ اس لیے امیر جماعت نے مقامی ارکان شوریٰ اور دوسرے مقامی ارکان جماعت کے مشورے سے فیصلہ کیا کہ پٹنہ صوبہ بہار کا اجتماع عام منسوخ کر دیا جائے اور اس کے بجائے ہندوستان کے چاروں حلقوں کے الگ الگ سالانہ حلقہ وار اجتماعات اپریل اور مئی ۴۷ء میں کر لیے جائیں۔ چنانچہ اس اعلان کے مطابق ہر حلقے کے الگ الگ اجتماعات منعقد کیے گئے اور ان کی مفصل کاروائی درج ذیل ہے۔

حلقہ مغربی و وسط ہند بمقام ٹونک بتاریخ ۱۲، ۱۳ اپریل ۴۷ء

حلقہ مغربی و وسط ہند (راجپوتانہ، سی۔ پی، برار، بمبئی اور ریاست ہائے وسط ہند) کا اجتماع ٹونک

© rasaildjaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ۱۷، ۱۸ اپریل ۴۸ء کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مرکز سے امیر جماعت اور قیم جماعت شریک ہوئے۔ شہر بمبئی، کلیان، جلگاؤں، دوراجی، جونا گڑھ، گودھرا، جامنیر، آگولہ، بینا، جھانسی، اندور، بھوپال، الور، گوالیار، بیتول، جبل پور، ٹونک، سرونج، نیاہڑہ، جے پور، سوائی مادھو پور اور اجمیر سے ارکان اور ہمدرد حضرات سوا سو سے زائد تعداد میں تشریف لائے۔ اجتماع کی مفصل کارروائی درج ذیل ہے:-

۱۷ اپریل بروز پنجشنبہ اس روز تین اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے دوپہر تک، دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر سے نماز عصر تک اور تیسرا اجلاس عصر سے مغرب تک۔ یہ تینوں اجلاس خاص اجلاس تھے اس لیے اجتماع گاہ کے بجائے قیام گاہ کے ہال میں منعقد کیے گئے۔ ان تینوں اجلاسوں میں امیر جماعت نے ہر مقام کے ارکان اور ہمدردوں سے مقام وار ملاقات کی۔ ان سے مقامی حالات بتفصیل معلوم کیے اور ہر مقام کے مناسب حال آئندہ کام کے لیے ہدایات دیں۔ امیر جماعت کی ان ہدایات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

۱۔ حلقہ راجپوتانہ، سی۔ پی، ریاست ہائے وسط ہند اور برار سے ارکو الگ کرکے ریاست حیدرآباد کے قیم کے حلقے میں شامل کر دیا جائے اور بقیہ حلقے کے مندرجہ ذیل پانچ ڈویژن بنا دیے جائیں:

(۱) ٹونک ڈویژن جس میں ٹونک، سوائی مادھو پور، جے پور، الور اور اجمیر شامل ہوں گے۔

(۲) جھانسی ڈویژن جس میں جھانسی، بھوپال، بینا، سرونج، اٹارسی اور ہردہ شامل ہوں گے۔

(۳) اندور ڈویژن جس میں اندور، مھو، رتلام اور اجین وغیرہ شامل ہوں گے۔

(۴) جونا گڑھ ڈویژن جس میں جونا گڑھ، چورواڑ، دوراجی وغیرہ شامل ہوں گے۔

(۵) جامنیر ڈویژن جس میں جامنیر، بھوساول، جلگاؤں اور مالیگاؤں شامل ہوں گے

۲۔ ان ڈویژنوں کے ارکان اور ہمدرد حضرات آپس میں گہرا ربط اور تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں، وقتاً فوقتاً آپس میں ملتے اور مراسلت کرتے رہیں اور کم سے کم ہر تین ماہ میں ایک مرتبہ کسی مناسب مقام پر سہ ماہی اجتماعات منعقد کرکے اپنے گزشتہ کام کا جائزہ اور آئندہ منظم کام کے لیے پروگرام بنا لیا کریں۔ نیز ایسی صورتیں سوچیں اور تدابیر اختیار کریں جن سے باہم تعاون میں آسانی ہو اور آپس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادہ سے زیادہ یکجہتی پیدا ہو۔

۳- اس پورے حلقے (بجز برار) کے انچارج اور قیم جناب محمد یوسف صاحب صدیقی (نزد مسجد غزل، محلہ قافلہ، ٹونک راج) بدستور رہیں گے اور مذکورہ ڈویژنوں میں ڈویژنل اجتماعات کے انچارج علی الترتیب جناب محمد یوسف صاحب صدیقی، جناب افضل حسین صاحب (گورنمنٹ نارمل سکول، جھانسی)، مولانا محمد رفیع صاحب (محلہ ملہار پلٹن، مکان نمبر ۳-اندور سٹی)، حکیم عبدالواحد صاحب (محلہ ملاواڑ، جوناگڑھ) اور جناب خورشید احمد زبیری صاحب (جامنیر ضلع مشرقی، خاندیش) ہوں گے۔

تمام مقامی جماعتیں، حلقہ ہائے ہمدرداں، منفرد ارکان اور ہمدرد اپنی ماہوار رپورٹیں اور ڈویژنوں کے انچارج صاحبان سہ ماہی اجتماعات کی رپورٹیں مرکز میں اور اپنے حلقے کے قیم جناب محمد یوسف صاحب کو بھیجا کریں۔

۴- ہر ڈویژن کے ارکان اور ہمدرد[1] جلدی سے جلدی اپنا پہلا اجتماع منعقد کرکے دو دو تین آدمیوں کے وفود بنالیں اور وہ وفود اپنے گردونواح کی بستیوں میں جانا شروع کردیں۔ حتی الامکان نواحی بستیوں کے ہر پڑھے لکھے انسان (مسلم و غیر مسلم) تک اپنا لٹریچر پہنچا دیا جائے اور کوشش کی جائے کہ ہر بستی میں کم سے کم ایک ایک شخص ایسا مل جائے جو اس کارِ خیر میں ہمارا ساتھ عملاً دینے کے لیے کھڑا ہو جائے۔ اس کام کے لیے روابط پیدا کرنے کا انفرادی طریقہ ہی اختیار کیا جائے۔ اس سے پیدا شدہ روابط مستحکم اور مستقل ہوتے ہیں۔

ان وفود کے سلسلے میں وقت ہر رکن اور ہمدرد سے لازماً لیا جائے لیکن یہ وقت اتنا اور ایسا ہونا چاہیے جو وہ بآسانی دے سکیں۔ جو شخص مہینے میں ایک ہی دن دے سکتا ہو اس سے ایک ہی دن پر سردست اکتفا کیا جائے لیکن یہ وقت ہر ماہ باقاعدہ لیا جانا چاہیے۔

۵- جہاں جہاں ارکان اور ہمدرد حضرات موجود ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے ہاں دارالمطالعہ یا گشتی

---

[1] یہاں اور دوسرے مقامات پر "ہمدرد" کا لفظ ان لوگوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے جو ہمارے کاموں میں عملاً حصہ لیتے ہیں اور ہمارے مسلک کو اس حد تک قبول کرچکے ہیں کہ قولاً و عملاً جماعت کی صحیح نمائندگی کرسکیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لائبریری اور مکتبے کا انتظام کریں تاکہ لٹریچر پھیلانے میں زیادہ سے زیادہ سہولت ہو اور جو لوگ کتابیں خریدنا چاہیں وہ خرید سکیں۔

۶- دوسری مسلم اور غیر مسلم جماعتوں سے اختلاف کے معاملہ میں انتہائی احتیاط برتی جائے۔ ان کے کارکنوں میں سے جو جس قدر بھی ہمارے ساتھ چل سکتا ہو اور چلنے کے لیے تیار ہو اسے ضرور ساتھ لیا جائے، مگر اسے اس باب میں بھی کسی غلط فہمی میں نہ رکھا جائے کہ ہمارے اور اس کی جماعت کے مسلک و طریق کار میں اصولاً کیا فرق ہے۔

۷- معاشی مشکلات کو ہمارے ارکان کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہم اپنے ارکان کو سردست کوئی ایسا پروگرام نہیں دے رہے ہیں جس کے لیے انھیں کوئی زیادہ الگ وقت دینا پڑے۔ اس وقت اپنے ارکان سے ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ جس حال اور جس کام میں بھی ہوں سرتاپا اسلام کے نمائندہ اور اس کی تعلیمات کے پابند ہوں۔ گھر میں ہوں یا بازار میں، مسجد میں ہوں یا کاروبار میں، ہر جگہ ان میں یہ احساس موجود رہے کہ وہ مسلمان ہیں اور انھیں اپنے ہر عمل و حرکت کا خدا کے روبرو حساب دینا ہے۔

۱۸ اپریل بروز جمعہ یہ کھلا اجلاس تھا جو ۹ بجے صبح سے ۱۱ بجے دوپہر تک جاری رہا۔ شرکا کی تعداد ۳ سو سے زائد تھی۔ اس کی ابتدا امیر جماعت کی حسب ذیل افتتاحی تقریر سے ہوئی:

حمد و ثنا کے بعد فرمایا: حضرات! ہماری اس جماعت کا جو کچھ مقصد ہے اس کو بیان کرنے کے لیے دوسرے مقامات کے لیے تو ممکن ہے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت ہو لیکن ٹونک کے لوگوں کے سامنے اسے بیان کرنے کے لیے کسی لمبی تقریر کی ضرورت نہیں۔ یہاں تو یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ہمارا مقصد وہی ہے جس کے لیے حضرت سید احمد شہید کھڑے ہوئے تھے۔ یہ مقام وہی ہے جہاں حضرت ممدوح نے اپنے کام کی تیاری کی اور پھر یہی وہ مقام ہے جہاں ان کے لٹے ہوئے قافلے نے آکر پناہ لی۔ اگرچہ اس واقعہ کو سو سال ہوگئے ہیں لیکن ان بزرگوں کے آثار ابھی تک یہاں موجود ہیں اور ان کے کارناموں کی داستانیں بھی بہت سے ذہنوں میں اب تک موجود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور باقی ہوں گی۔ اگرچہ ہماری شخصیتوں کا ان کی شخصیتوں سے کوئی مقابلہ نہیں۔ وہ پاک نفوس تاریخ کے اوراق میں اپنی سیرت اور کام کے وہ نقوش چھوڑ گئے کہ دنیا میں ایک مرتبہ پھر صحابہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ ہمیں ان سے کیا نسبت؟ لیکن ہماری کوشش اور خواہش یہی ہے کہ اسی کام کو جو انھوں نے کیا اور جس کے لیے انھوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور جسے کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، اپنی مقدرت کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہماری یہ جماعت قائم ہوئی ہے اور اسی کام میں اپنے ساتھیوں کا جائزہ لینے اور نئے ہمراہیوں کی تلاش میں ہم یہاں آپ کے شہر میں آئے ہیں۔

ہمارے اجتماعات کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ اپنے کام کا اشتہار دیا جائے بلکہ یہ کہ اپنے کارکنوں کو وقتاً فوقتاً جمع کرکے ان کے کام کا جائزہ لیں، کوتاہیوں کو معلوم کرکے ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اور آئندہ کام کا نقشہ بنالیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ مقصد بھی ہوتا ہے کہ مقامی لوگوں کو اپنے کام سے واقف کرائیں تاکہ اللہ کے جو بندے اس کام کو کرنا چاہتے ہوں وہ ہمارے کام کو دیکھیں اور سمجھیں اور اگر ان کا دل گواہی دے اور مطمئن ہو تو ہمارا ساتھ دیں۔

کل سارا دن ہم اپنے جماعتی اور انتظامی کاموں میں مشغول رہے۔ آج آپ حضرات کو تکلیف دی ہے کہ آپ بھی ہمارے کام کو معلوم کریں۔ میں زیادہ کچھ کہنے سے معذور ہوں کیونکہ میں بیمار اور بہت تکلیف میں ہوں اور محض احساس فرض اور ضرورت کی وجہ سے اس حال میں یہاں تک آگیا ہوں۔ جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ ان شاء اللہ شام کے اجلاس میں عرض کروں گا۔ اب آپ ہماری جماعت کے قیّم سے جماعت کے سال بھر کے کام کی رپورٹ سنیے۔

اس کے بعد قیّم جماعت نے جماعت کی سالانہ رپورٹ پیش کی جو درج ذیل ہے:

رودادِ جماعت اسلامی سنہ ۶۵-۶۶ھ / ۴۶-۴۷ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ امیر جماعت، رفقائے محترم، بہنو اور بھائیو! میں آپ کی خدمت میں اس وقت اس لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاضر ہوا ہوں کہ جماعت اسلامی کی گذشتہ سال کی روداد آپ کے سامنے پیش کروں۔ لیکن ہم نے اس اجتماع میں اپنے ارکان اور قریبی ہمدردوں کے علاوہ اپنے ان مسلم و غیر مسلم بھائیوں کو بھی شرکت کی دعوت دی ہے جو ابھی ہم سے پوری طرح واقف نہیں ہیں مگر ہمارے کام کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں، اور ایسے بہت سے احباب تشریف لائے بھی ہیں، اس لیے یہ ضروری ہے کہ روداد جماعت پیش کرنے سے پہلے میں جماعت کی دعوت اور مقصد کو بھی مختصر الفاظ میں بیان کردوں تاکہ نئے احباب کو بھی اس اجتماع کی کارروائی سمجھنے اور ہمارے پیش نظر کام کو جاننے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے۔

جماعت اسلامی کی دعوت اور مقصد سائنس، جدید وسائل تمدن اور موجودہ ذرائع آمد و رفت نے دنیا کے مختلف ممالک کو ایک دوسرے سے اتنا قریب کردیا ہے اور آپس میں اس طرح ملا دیا ہے کہ وہ تمام جغرافیائی اور قدرتی حد بندیاں ختم ہوگئی ہیں جو اب تک مختلف ممالک اور ان میں بسنے والی قوموں کو ایک دوسرے سے الگ کیے ہوئے تھیں۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ یہ پورا کرۂ ارض (یعنی زمین)، ایک ملک بن گیا ہے اور وہ قطعات جن کو ہم پہلے الگ الگ ممالک خیال کرتے تھے اس نئے ملک کے صوبے یا اضلاع ہیں۔ زیادہ متمدن ممالک تو ایک دوسرے کے اس قدر قریب ہوگئے ہیں کہ ویسا قرب اور آپس کا میل جول گذشتہ زمانے کے متمدن سے متمدن ممالک کے مختلف اضلاع کیا ان کے اضلاع کی مختلف تحصیلوں میں بھی نہیں پایا جاتا تھا، اور نسبتاً غیر متمدن ممالک کے اکثر حصوں میں اب بھی نہیں پایا جاتا۔ مختلف ملکوں اور قوموں کے لوگ ضرورت کے وقت ایک جگہ اس طرح جمع ہو جاتے ہیں جس طرح ایک محلے میں بسنے والے لوگ اپنے گھروں سے نکل کر باہر گلی میں جمع ہو جاتے ہیں۔

اس تمدنی اور علمی ترقی اور آپس کے میل ملاپ کا قدرتی نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ملکوں اور ملکوں میں اور قوموں اور قوموں میں محبت، برادرانہ برتاؤ، خیر خواہی اور تعاون کے جذبات زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتے اور اخلاق و انسانیت دوسرے تمام حیوانی جذبات پر غالب آجاتے لیکن ہم دیکھتے یہ ہیں کہ اس کے بالکل برعکس مختلف ممالک اور قومیں ایک دوسرے کو پھاڑ کھاتے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیامیٹ کرنے پر اس طرح تلے ہوئے ہیں گویا کہ وہ بھوکے بھیڑیے ہیں جن کو جغرافیائی حد بندیوں کی آہنی سلاخوں نے اس دنیا کے چڑیا گھر کے الگ الگ حصوں میں بند کر رکھا تھا اور اب ان سلاخوں کے ٹوٹتے ہی وہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے ہیں۔

اس صورت حال کو دیکھ کر تمام ہوشمند اور بنی نوع انسان کے سچے خیر خواہ لوگوں کو لازماً سوچنا چاہیے اور جگہ جگہ وہ سوچ بھی رہے ہیں کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ اور اس کی کیا وجہ ہے کہ قوم ہو یا فرد، جو جس قدر زیادہ متمدن، ترقی یافتہ اور ظاہر میں دیوتا صورت نظر آتا ہے وہ اسی قدر زیادہ انسانی اوصاف سے خالی اور اپنے ہم جنسوں کے لیے کتوں سے زیادہ خطرناک اور وحشی درندہ ثابت ہو رہا ہے۔ ان کے نفسی کارناموں، اجتماعی پروگراموں اور اندرونی اور بیرونی پالیسیوں کو دیکھ کر گمان ہونے لگتا ہے کہ شاید کل جنگلی چیتے اور خونخوار درندے ہیں جو اچھی اچھی پوشاکیں پہن کر دسائل تمدن اور حکومت کی گدیوں پر قابض ہو گئے ہیں۔

اس عالمگیر خرابی اور انسانی روگ کی جڑ تلاش کرنے کے لیے آپ تھوڑا سا غور فرمائیں گے تو آپ کو یہ صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ یہ سارا فساد ان غلط افکار و نظریات اور اُس بے خدا فلسفہ زندگی کا لایا ہوا ہے جو اس وقت پوری دنیا میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ایک وبا کی طرح پھیل گئے ہیں اور جن کو ہر قوم اور ہر ملک کے لیڈروں اور ان کے نظامہائے تعلیم و تربیت نے دانستہ یا نادانستہ اپنی اپنی قوموں اور ملکوں میں پلیگ کے جرثوموں کی طرح پھیلا دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے مشرق و مغرب کے سب ممالک ایک اخلاقی پلیگ میں مبتلا ہو گئے ہیں کہیں اس کی گلٹیاں "قوم پرستی" کی شکل میں نکل آئی ہیں، کہیں انھوں نے "وطن پرستی" کی صورت اختیار کی ہے، کہیں "نسلی امتیازات" بن کر باہر آئی ہیں اور کہیں "طبقاتی نزاع" کے جنون کا بخار بن کر۔ جرثومہ اپنا اثر بہر حال ہر جگہ کر چکا ہے۔ کچھ قوموں اور ملکوں کی موت واقع ہو چکی ہے اور ان کی سڑی ہوئی لاشیں بقیہ کی اخلاقی صحت کو اور بھی خطرے میں ڈال رہی ہیں، کچھ ملک موت کے انتظار میں بستر مرگ پر پڑے کراہ رہی ہیں، اپنے اطبا، معالجوں اور بوجھ بجھکڑوں کو بار بار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلاتی ہیں، ان سے مشورے پر مشورہ لیتی ہیں لیکن روگ ایسا لگا ہے کہ جسم و جان کو کھائے جارہا ہے اور معالج ایسے ملے ہیں کہ ان کی ہر تدبیر الٹی اور ہر علاج مخالف پڑ رہا ہے۔

رائج الوقت افکار و نظریات اور فلسفہ زندگی نے قوموں کو قوم پرستی کا، ملکوں کو وطن پرستی کا اور مختلف نسلوں کو نسل پرستی کا درس دیا تھا اور ان کے ہاں ان اساسات اجتماع کے علاوہ کسی دوسری اساس کا تصور موجود بھی نہیں تھا۔ چنانچہ جو قومیں ایک نسل سے تعلق رکھتی تھیں انھوں نے اپنے نسلی امتیازات کی بنیادوں پر، جن میں نسلی اشتراک نہیں تھا انھوں نے قومیت کی بنا پر اور ممالک نے وطنیت کی اساس پر اپنی جتھے بندیاں شروع کردیں اور دنیا کے مختلف ممالک اور قوموں میں بالکل متعارض اور الگ الگ جماعتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ظاہر ہے کہ جب وقت اور فاصلے پر فتح پالینے کے بعد دنیا کے مختلف ممالک متصل اضلاع کی طرح آپس میں مل گئے ہوں اور پھر ان میں بسنے والی مختلف قومیں اپنے "نسلی امتیازات" یا نری وطنیت و قومیت کی بنا پر اپنے الگ الگ جتھے اس طرح بنائے ہوئے ہوں کہ ان کے سامنے کوئی مشترک لائحہ عمل اور مقصد زندگی سرے سے ہو ہی نہیں اور ان کو آپس میں ملا کر رکھنے والی کوئی چیز بجز قومی یا ملکی فائدے اور ڈر کے باقی ہی نہ رہی ہو تو ان کا ایک دوسرے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برسرپیکار رہنا ناگزیر ہے۔ کیونکہ "قوم پرستی" اور "وطن پرستی" کا تو فطری تقاضا ہی یہ ہے کہ اپنی قوم اور اپنا وطن خواہ حق پر ہو یا باطل پر ہر حال میں ان کا ساتھ دیا جائے، قوم کا ایک ایک فرد اور پوری قوم بحیثیت مجموعی اپنی قوم اور ملک کے فائدے کے ہر کام کو کرنے اور ان کے نقصان کے ہر کام کو روکنے کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کردے بلا لحاظ اس کے کہ دوسری قوموں یا ملکوں کو اس سے کتنا ہی بڑا نقصان پہنچتا ہو۔ ان کے نزدیک کسی چیز یا کام کے جائز یا ناجائز اور حق یا باطل ہونے کا معیار ہی یہ قرار پا جائے کہ یہ ان کی قوم اور ملک کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان دہ اور ان کا یہ پہلو سرے سے قابل غور ہی نہ رہے کہ اس کا دوسروں پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس بارے میں تو اب تقریباً کہیں بھی دو رائیں نہیں پائی جاتیں کہ یہ موجودہ عالمگیر فساد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس نے مشرق سے لے کر مغرب تک پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ رائج الوقت افکار و نظریات کے تحت "قومیت"، "وطنیت" اور "نسلی امتیازات" کے بے خدا فلسفہ ہائے زندگی کا پیدا کردہ ہے۔ یہاں تک کہ جن لوگوں اور قوموں نے ان افکار و نظریات کے شجر خبیث کو بویا اور اپنے خون اور پسینے سے اس کی آبیاری کر کر کے اسے اس قدر بار آور کیا تھا کہ اس کی جڑیں تمام دنیا میں پھیل گئیں وہ خود اب ان کے ہاتھوں اس قدر عاجز آ گئے ہیں کہ ان کے مفکر اور فلسفی "قومیت" اور "وطنیت" ہی کے خلاف نہیں "حب الوطنی" کے جذبے کے خلاف بھی دہائی دے رہے ہیں کہ یہ جذبہ کتنا ہی اچھا سہی لیکن نری حب الوطنی کافی نہیں، انسان کو اس سے کہیں زیادہ حسن اخلاق اور عقل کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ تمدنی وسائل کی تباہ کاریوں کو دیکھ کر ڈونزے علم کے بھی قائل نہیں رہے بلکہ یہ کہنے لگے ہیں کہ انسان نے فطرت کا علم بہت کچھ حاصل کر لیا لیکن اسے خود انسان اور انسانیت سے پوری آگاہی نہیں ہوئی جس سے وہ خود اپنے نفس پر قابو پا سکتا کیونکہ انسان کو اتنی علم کی ضرورت نہیں جتنی دانائی اور نیک خیالی کی۔

روس نے قومیت اور وطنیت سے ایک قدم آگے بڑھا کر تمام قوموں کے مزدوروں کو ملا کر ایک عالمگیر تحریک کی داغ بیل ڈالی لیکن قطع نظر اس کے کہ ـــــــ وہ اپنے اصلی روپ میں چند سال بھی نہ چل سکی اور فوراً ہی اس نے روسی قوم پرستی کا رنگ اختیار کر لیا۔ اگر بفرض محال یہ تحریک اپنے اصولوں کے مطابق سو فی صدی کامیاب ہو بھی جاتی تو علاوہ اس کے کہ یہ انسانی فطرت اور اس کے بنیادی تقاضوں کے بالکل خلاف ہوتی۔ یہ "قومیت" اور "وطنیت" کے فتنوں سے کہیں بڑا فتنہ کھڑا کر دیتی کیونکہ یہ بھی دنیا کے بہرحال ایک مخصوص طبقہ کے لوگوں ہی کی فلاح و بہبود کو اپنا نصب العین بنا کر اٹھی تھی۔ چنانچہ اس تحریک کی مختصر تاریخ جو ہمارے سامنے ہے "قومیت" اور "وطنیت" کی تاریخوں سے بھی کہیں زیادہ خوں چکاں اور وحشتناک ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر "قومیت" اور "وطنیت" اور "اشتراکیت" جو اس وقت دنیا کی مہذب ترین اور متمدن ترین قوموں کے مذاہب اور دینوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسانیت کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انھوں نے ہزارہا سالوں کے تجربے اور اب سے پہلے کے تمام اجتماعی اور سیاسی نظاموں کو رد کر کے اختیار کیا تھا۔ انسانی زندگی کے مسائل کو حل نہیں کرتے اور حالات و واقعات اور ہمارے عملی تجربات بھی یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یہ نظام ہائے زندگی سابقہ نظاموں (مثلاً قبائلی سسٹم، فیوڈل سسٹم، بادشاہت اور ارسٹوکریسی وغیرہ) سے کسی طرح بھی کم شر انگیز نہیں تو صحیح راہ عمل کیا ہے؟

یہی مسئلہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور اسی نے دنیا کے سب بڑے بڑے دماغوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ کہیں مختلف ممالک اور قوموں کو ملا کر وفاق کی شکلیں سوچی جا رہی ہیں، کہیں دولت متحدہ (commonwealth) کی صورت تجویز کی جا رہی ہے۔ کہیں مختلف قوموں کو اکٹھا کر کے جمعیت اقوام منظم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور کوئی ایشیاٹک کانفرنس کا ڈھونگ رچا کر مصنوعی امن کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے لیکن امن عالمگیر کی گتھی ہے کہ سلجھاؤ کی ہر کوشش کے ساتھ اور الجھتی چلی جا رہی ہے۔

ظاہر ہے کہ ملکوں کی طرح پوری دنیا میں امن قائم کرنے کا بھی ایک اور صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ:

(۱) اس میں چلنے والے الگ الگ سیاسی نظاموں اور اجتماعی تحریکوں کو ختم کر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک ہی نظام قائم ہو اور

(۲) اس میں بسنے والے تمام افراد اور قوموں کے ذہنوں سے ان کے ایک دوسرے سے الگ مستقل تشخص (Entities) کے تصور کو نکال کر یہ عقیدہ ان کے دماغوں میں پیوست کر دیا جائے کہ وہ سب در اصل ایک ہی کنبے کے افراد ہیں جو مدتوں ایک دوسرے سے دور رہتے رہتے بیگانے بن گئے ہیں۔

اب یہ امر بھی کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ جس طرح اجتماعی امن اور سیاسی نظام کا قیام آپس میں لازم و ملزوم ہیں اسی طرح سیاسی نظام اور حلقہ متعلقہ کے رہنے والے سب لوگوں کا نہیں تو اُن کی غالب اکثریت کا کسی ایک اقتدار کے سامنے اطاعت میں جھک جانا لازم و ملزوم ہیں یعنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب تک کسی ملک یا حلقے کے سب لوگ یا کم سے کم ان کی غالب اکثریت کسی ایک اقتدار کے آگے سر اطاعت خم نہ کر دیں کسی سیاسی نظام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک یہ صورت قائم رہتی ہے نظم اور امن قائم رہتا ہے اور جب یہ صورت ختم یا اس میں کوئی کمزوری واقع ہو جاتی ہے اسی تناسب سے بد امنی کی شکل رونما ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اگر پوری دنیا میں امن قائم کرنے کی تمنا ہے (اور اب مختلف ممالک کے آپس میں مل جانے سے کسی ایک ملک میں الگ امن قائم کرنے کا امکان بھی نہیں رہا) تو ناگزیر ہے کہ کسی ایسے ذی اقتدار فرمانروا کی تلاش و تعین کی جائے:۔

(۱) جس کا اقتدار مستقل اور غیر مختتم ہونے کے ساتھ ساتھ نہ صرف پوری دنیا پر محیط ہو سکے بلکہ اسے دنیا کی تمام قوموں پر حکومت کرنے کا فی الواقع حق حاصل ہو۔

(۲) جس کے سامنے کسی شخص، قوم، ملک یا طبقہ کے لوگوں کو بھی جھکنے میں عار نہ ہو۔

(۳) جو خود تمام عیوب سے پاک اور تمام کمزوریوں سے بالاتر ہو۔

(۴) جس کا سلوک تمام بنی نوع انسان کے ساتھ یکساں مربیانہ اور تمام انسانوں کا تعلق اس سے یکساں رعیتانہ ہو۔

(۵) جو خود اپنی ذات میں ایسا صاحب قوت و جبروت ہو کہ کسی بڑے سے بڑے ملک، گروہ یا قوم کے لوگوں کو اور پوری دنیا کے لوگوں کو مل کر بھی اس کے سامنے دم مارنے کا یارا نہ ہو بلکہ وہ پوری پوری قوموں اور پوری دنیا سے بیک وقت باز پرس کرنے، حقداروں کو ان کے پورے پورے حقوق دلوانے اور مجرموں کو ان کے جرائم کی پوری پوری سزا دینے پر قدرت رکھتا ہو اور کوئی شخص کسی حال میں اس کی گرفت سے نہ بچ سکتا ہو۔

(۶) جو انسانوں کی فطرت، ان کی نفسیات، ان کے جذبات، ان کی ضروریات، ان کی خفیہ اور ظاہر قوتوں اور کمزوریوں ہی کا نہیں بلکہ اس کائنات میں کارفرما ساری قوتوں کا بھی ٹھیک ٹھیک علم رکھتا ہو اور جس کی نظر پوری انسانی دنیا اور ان کے ماضی و حال، اور مستقبل سب پر حاوی ہو تاکہ وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسانی زندگی کے ایسے اصول اور ضابطے بنا سکے جو تمام ملکوں اور قوموں اور طبقوں کی وسعتوں اور کمزوریوں اور فلاح و بہبود کا یکساں لحاظ کرتے ہوں۔

(۷) جو ایسا سمیع و بصیر اور علیم و خبیر ہو کہ اس کے علم سے کوئی چیز باہر اور اس کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہ سکتی ہو، اور آخری بات یہ کہ

(۸) جس کی شان اس قدر بلند ہو کہ اس کا مقابل اور ہمسر نہ کوئی دوسرا ہوا ہو اور نہ ہو سکتا ہو۔

اپنے مطلوب، عالمگیر فرمانروا کی ان صفات کو ذہن میں رکھ کر جب ہم اس زمین پر فرمانروائی کے مختلف دعویداروں کا جائزہ لیتے ہیں تو بالکل بادی النظر میں یہ چیز متیقن ہو جاتی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ان صفات کا شائبہ بھی اپنے اندر نہیں رکھتا اور ادھر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل اور قائم ہے کہ ان صفات کے فرمانروا کے علاوہ کسی دوسرے فرمانروا کی اطاعت کے لیے دنیا کی سب قومیں کیا، ان میں سے چند بھی برضا و رغبت تیار نہیں ہو سکتیں کیونکہ آخر کیا وجہ ہے کہ

ایک شخص اپنے ہی جیسے گوشت پوست کے دوسرے انسان کے سامنے
ایک قوم اپنی ہی جیسی ایک دوسری قوم کے سامنے
ایک ملک اپنے ہی جیسے ایک دوسرے ملک کے سامنے اور
ایک طبقہ اپنے ہی جیسے ایک دوسرے طبقے کے سامنے سر جھکائے۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے کہ ایک جماعت یا ایک قوم کچھ عرصے کے لیے دوسری جماعت یا قوم پر اپنا غلبہ یا رعب جمالے لیکن نہ یہ غلبہ مستقلاً رہ سکتا ہے اور نہ یہ رعب زیادہ دنوں تک چل سکتا ہے۔

اب جب ہم اس مطلوبہ عالمگیر فرمانروا یا بزبان عربی "الٰہ العٰلمین" کی تلاش میں اپنے گرد و پیش، زمین و آسمان میں پھیلی ہوئی زندگی کی بے حد و حساب مخلوق پر نظر ڈالتے ہیں تو دو حقیقتیں ہمارے سامنے فوراً ہی نمایاں ہو کر آ جاتی ہیں کہ:

(۱) اس کائنات کے خالق نے جو ضرورت اور جس چیز کی طلب بھی انسان کے اندر رکھی ہے اسے پورا کرنے کا کمال درجے کا انتظام اس کائنات میں کر دیا ہے، اگر انسان کے اندر بھوک اور پیاس

© rasailojaraid.com